تذکرہ مجدد الشریعۃ حضرت غفران مآبؒ از ''تذکرہ علماء'' (۱۲۸۵ھ ہجری)

تألیف مولانا سید مہدی بن نجف علی الحسینی الرضوی العظیم آبادی

مترجم: جناب محمد صادق خانصاحب جونپوری

قسط۔۳

صنف سوم اخباریان بوده اند که آنها در زمان سابقه قبل از مشرف شدن آنجناب بزیارت عتبات عرش درجات در این دیار بهم رسیده بود۔ از جمله دعاوی کاسده ایشان این بود که ما بر حدیث ائمه علیهم السلام عمل میکنیم ومجتهدین بر ظنون وآرای خود می نمایند ومانند ابو حنیفه قیاس در دین میکنند واجماع علما را حجت میدانندو اینهمه خلاف مذهب معصومین علیه السلام است ۔پس باید که طریقه اخبار حق باشند، طریق اصول باطل و چون قول اخباریان بظاهر عام پسند بود اکثری از شیعیان این بلاد همان مسلک داشتندو از طرف مجتهدین هجران کلی بلکه بعضی از اخباریان طعن بر مجتهدین عظام میکردندو منشاء این امر آن بود که کتاب فوائد مدنیه تصنیف ملا محمد امین استرآبادی درین بلاد رسیده ومردمان اینجا بمطالعه آن مایل بسوی تحقیقات ملای مذکور گشتند ۔بنابر آن طریقه اخباریه مقبول اکثر خواص و عوام شیعه شده بود ۔بلکه جناب فضایل مآب سیدنا و مولانا سابق الالقاب را نیز در اوایل حال و بادی نظر

تیسرا گروہ اخباریوں کا تھا جو کہ جناب کے زیارت عتبات سے مشرف ہونے سے قبل اس دیار میں وجود میں آیا تھا۔ ان کے غلط دعوؤں میں سے ایک یہ تھا کہ ہم ائمہؑ کی حدیث پر اور مجتہدین اپنے ظن ورای پر عمل کرتے ہیں اور ابوحنیفہ کی طرح دین میں قیاس کرتے ہیں، علماء کے اجماع کو حجت مانتے ہیں اور یہ ساری چیزیں معصومینؑ کے مذہب کے خلاف ہیں۔ لہٰذا اخباری طریقہ حق اور اصولی طریقہ باطل ہے۔ اور اخباریوں کا قول پسند عام ہونے کی وجہ سے یہاں کے اکثر شیعہ اسی مسلک پر تھے، بلکہ بعض اخباری، مجتہدین عظام پر طنز کرتے تھے اور اس امر کی وجہ ملا محمد امین استرآبادی کی کتاب ''فوائد مدنیہ'' تھی جو یہاں پہنچ چکی تھی اور یہاں کے لوگ اس کے مطالعہ سے ملائے موصوف کے تحقیقات کی طرف مائل ہو گئے تھے۔

اس کی وجہ سے اخباری طریقے کو شیعہ عوام وخواص کی اکثریت نے پسند کیا بلکہ سابق الالقاب، جناب فضائل مآب سیدنا مولانا کو بھی شروع شروع میں عتبات عالیات

بمشاهده مضامین جدیده اش که در فوائد مدنیه نوشته بود،حسن ظنی باو پیش از عزم زیارات عتبات عالیات حاصل شده بودو در هنگامیکه آنجناب عازم سفر کربلای معلی علی ساکنها السلام گردید، کتاب مذکور را بشوق تمام همراه خود برد ـ ازاتفاقات بعد طی مراحل چون از بصره میخواست که روانه نجف شود سوار کشتی گردید ـبسبب تلاطم امواج کشتی در آب نشست و اهل کشتی بسرعت تمام از آنجا برآمده بر کناره آب رسیدند لیکن اسباب اکثری ضایع شدواز آنجمله کتاب مذکور در اسباب آنجناب بود وانجناب فوراً آن کتاب را برآورد ـهر چند آب باوراق رسیده ،لیکن قابل مطالعه ماند واز آنجا بسمت نجف اشرف روانه شد ـدر اثنای راه مردی عرب درآن کشتی رفیق آنجناب گردید ـروزی در اثنای راه ذکر اخبار واصول در میان آمد ـآنجناب تائید قول اخبار یان مینمود ـوآن مرد عرب تائید طریقه اصولیان میکرد ـجناب مستطاب را زیاده از همه در مسئله اجماع خدشه بود ـچنانچه بان عرب در این باب گفتگوها شد ـوآن عرب پیش از رسیدن آنجناب بنجف اشرف رسید و بخدمت زبدة المحققین شیخ جعفر نجفی که در اصول فقه و فروع آن مهارت تمام داشت عرض نمود

جانے سے قبل، ''فوائد مدنیہ'' میں تحریر،جدید مضامین کے سر سری مطالعہ کی وجہ سے، ملامحمد امین استرآبادی سے ایک طرح کا حسن ظن پیدا ہوگیا تھا۔ جب جناب غفران مآبؒ کربلائے معلیٰ کے سفر پر جانے لگے تو کتاب مذکور کو بہت شوق سے اپنے ہمراہ لے گئے۔

چنانچہ جب بصرہ سے نجف جانے کے لئے کشتی پر سوار ہوئے تو تلاطم امواج کی وجہ سے کشتی ڈوبنے لگی، لہٰذا کشتی پر سوار لوگ جلدی جلدی کشتی سے نکل کر ساحل پر آگئے۔ زیادہ تر اسباب ووسائل ضایع ہوگئے، منجملہ کتاب مذکور جناب کے سامان میں تھی۔ موصوف فوراً اس کتاب کو نکال لائے۔ ہر چند اوراق میں پانی پہنچ چکا تھا پھر بھی قابل مطالعہ رہی۔ اور وہاں سے نجف اشرف کے لئے روانہ ہوگئے۔

سفر کے دوران کشتی میں جناب کی ایک عرب سے دوستی ہوگئی۔ ایک دفعہ اخبار اور اصول کا ذکر چھڑ گیا۔ جنابؒ اخباریوں کی تائید کرتے تھے اور وہ شخص اصولیوں کا حامی تھا۔ جناب کو سب سے زیادہ اجماع کے مسئلے میں شبہ تھا۔ چنانچہ اس عرب سے اس مسئلے پر بات چیت ہوئی۔ وہ عرب جناب کے پہونچنے سے پہلے نجف پہونچ گیا اور زبدۃ المحققین شیخ جعفر نجفی کی خدمت میں جو کہ اصول فقہ اور

که شخصی از هندوستان می آید وتائید طریقه اخباریین می نماید ـخلاصه آنکه چون آنجناب داخل نجف اشرف شد ،بعد حصول شرف عتبه بوسی و زیارت حضرت امیر المومنین علیه السلام ،اول بملاقات علامه فهامه حاوی الفروع و الاصول سید محسن بغدادی که در آنوقت مجاور نجف اشرف بود فایز گردید.وبخدمت جناب مغریٰ علیه عرض نمود که چون کتاب فواید مدنیه بهندوستان رسیده اکثری از شیعه که عالم بعلوم رسمیه اند مائل و راغب بطریقه اخباریین گردیده اند چنانچه مرا هم کمال خلجان بهم رسیده است .آن سید معظم جواب داد که آنهمه ناشی از عدم عبور بر کتب اصولیه مذهب امامیه است و بعد از این سخن کتاب" شواهدمکیه" را که رد فواید مدنیه است ،بانجناب تقدس ماب داده فرمود که بالفعل بمطالعه آن پردازند تا حقیقت حال ظاهر شود.آنجناب کتاب مذکور را از علامه فهامه گرفته بعضی مقامات را مطالعه فرمود لیکن خلجانی که در خاطر بود مرتفع نگردید .بعد از بخدمت قدوه العلما شیخ جعفر نجفی قدس سره ملاقات فرمود و مسئله حجیت اجماع مذکور شد.لکن از تقریر جناب شیخ بالکلیه رفع خلجان آنجناب نشد.

فروع میں بہت ماہر تھے عرض کیا کہ ایک شخص ہندوستان سے آرہا ہے جو اخباریوں کی تائید کرتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ نجف اشرف میں داخل ہونے، عتبہ بوسی اور حرم امیر المؤمنینؑ کی زیارت سے شرفیاب ہونے کے بعد، سب سے پہلے علامہ فہامہ حاوی فروع واصول سید محسن بغدادی کی ملاقات سے سرفراز ہوئے جو کہ اس وقت نجف اشرف کے مجاور تھے۔اور جناب سید علامہ محسن بغدادی کی خدمت میں عرض کیا: ''فوائد مدنیہ کے ہندوستان پہونچنے کی وجہ سے ،علوم زمانہ کے ماہر اکثر شیعہ، اخباریت کی طرف مائل ہوگئے ہیں۔چنانچہ میرے دل میں بھی بہت اضطراب پیدا ہوگیا ہے۔''

سید بزرگوار نے جواب دیا: ''یہ سب باتیں مذہب امامیہ کی اصولی کتابوں پر عدم عبور کا نتیجہ ہیں۔'' یہ فرمانے کے بعد، کتاب ''شواہد مکیہ'' جو'' فوائد مدنیہ'' کی رد میں ہے جناب کو دی اور فرمایا کہ اسی وقت اس کتاب کا مطالعہ کرو تا کہ حقیقت حال واضح ہوجائے۔

جناب نے اس کتاب کو علامہ فہامہ سے لیا اور بعض مقامات سے پڑھا لیکن وہ خلش جو ان کے دل میں تھی ختم نہیں ہوئی۔اس کے بعد قدوۃ العلماء شیخ جعفر نجفی قدس سرہ سے ملاقات کی اور حجیت اجماع کے مسئلے پر گفتگو ہوئی ،لیکن جناب شیخ کی باتوں سے غفران مآبؒ کے شکوک وشبہات پوری طرح رفع نہیں ہوئے۔

باز در خدمت جناب سید محسن طاب ثراہ گفتگو بمیان آمد۔چنانچہ جناب مولانا پرسید کہ مستمسک اصولیین در باب حجیت اجماع وعدم جواز اجتماع علما بر امر نامشروع چیست واز کجامعلوم گردید کہ ہرگاہ علمای شیعیان بر باطل اجماع نمایند واجب است کہ امام زمان علیہ السلام حق را ظاہر سازد۔جناب سید محسن علیہ الرضوان فرمود کہ بر این دعویٰ اصولیین حدیثی نیز وارد است۔چون جناب مولانا کہ میلان بطرف اخبار داشت ذکر ورود حدیث را در این باب شنید ساکت گردید وبحث را طول دادن مناسب ندانست بلکہ مظنون آنجناب گردید کہ علمای این مکان عرش نشان بسبب چنین گفتگوھا از من رنجیدہ خاطر خواھند شد ۔پس طریقہ استفادہ علوم کہ مطلب اصلی است مسدود خواھد شد لھذا عزم فرمود کہ در کربلای معلی از قبیل چنین امور ہیچ مذکور بمیان نباید آورد۔چنانچہ ہر گاہ ازآنجا بشرف زیارت خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا مشرف گردید ،بخدمت جناب قدوۃ المحققین وزبدۃ المتفقھین عالم ربانی جناب آقا باقر بھبھانی قدس سرہ بدرس و قرائت کتاب استبصارورسالہ‌فوایدحایریہ‌مشغو لگردید۔

جناب محسن طاب ثراہ کی خدمت میں دوبارہ گفتگو ہوئی۔ چنانچہ غفران مآبؒ نے سوال کیا: ''حجیت اجماع اور امرنا مشروع پر اجتماع علماء کے عدم جواز کے سلسلے میں اصولیین کے پاس کیا دلیل ہے؟ اور کہاں سے معلوم ہوا کہ اگر علمائے شیعہ باطل پر اجماع کریں تو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف پر واجب ہے کہ حق کو ظاہر کریں۔'' جناب سید محسن علیہ الرضوان نے فرمایا کہ اصولیین کے اس دعوے پر حدیث بھی موجود ہے۔ چونکہ جناب غفران مآبؒ کا رجحان اخباریت کی طرف تھا، اس لئے اس سلسلے میں حدیث موجود ہونے کی بات سن کر خاموش ہوگئے اور بحث کو طول دینا مناسب نہیں سمجھا۔ بلکہ یہ شبہ بھی ہوا کہ اس عرش نشان مکان کے علما اس طرح کی بات چیت کی وجہ سے ان سے رنجیدہ خاطر ہوجائیں گے اور علم حاصل کرنے کا راستہ جو اصلی مقصد ہے بند ہوجائے گا۔ لہذا انھوں نے عزم کرلیا کہ کربلائے معلیٰ میں اس طرح کی باتوں کا ذکر ہی نہیں کریں گے۔

چنانچہ جب وہاں سے خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا کی زیارت سے مشرف ہوئے تو جناب قدوۃ المحققین وزبدۃ المتفقھین عالم ربانی جناب آقا باقر بہبہانی قدس سرہ کی خدمت میں کتاب ''استبصار'' اور رسالہ ''فوائد حائریہ'' کے درس وقرائت میں مشغول ہوئے۔

وبخدمت سید سند علامه فهامه زبدة الفقهاء جناب سید علی طباطبائی عطر الله مرقده باستماع درس شرح کبیر استفاده مینمود و گاهی تذکره اصول و اخبار می فرمود۔ بعد چند روز شبی جناب مستطاب سید علی طباطبائی مرحوم و علامه فهامه آقا عبد الحسین خلف جناب آقا باقر علیه الرحمة در کاروان سرای خانه هندی که محل اقامت جناب مولانا و مقتدانا بود بتقریب ضیافت تشریف فرما شدند و جناب سیدنا و مولانا آب و طعام و اکرام آن هردو بزرگواران باحسن وجوه بجا آوردند بعد از آن یکی از امرای هندی که حاضر بود بجناب سید علی طاب ثراه عرض نمود که ایشان یعنی جناب سیدنا و مولانا از هندوستان با وجود بعد مسافت محض برای تحصیل علوم آمده اند ۔آنوقت جناب سید علی علیه الرحمة فرمود که اینهمه سعیها ایشان واقعی که خالی از ثواب نیست و بامتحان و تجربه معلوم است که در باب فیضان علوم شرعیه و قوت قدسیه حسن ظن بعلمای کرام و مجتهدین عظام تاثیر تمام دارد۔ واز این کنایه جناب مولانا را مظنه حاصل شد که شاید کسی بخدمت جناب سید علی رفع الله درجته نیز خبر میلان من بطریقه اخباریه ظاهر کرده است لیکن بجز خاموشی مصلحت ندید۔

کتاب ''شرح کبیر'' کو سید سند علامہ فہامہ زبدۃ الفقہا جناب سید علی طباطبائی کی خدمت میں پڑھی جہاں کبھی کبھی اصول واخباریت کا تذکرہ بھی ہوتا تھا۔

ایک رات جناب مستطاب سید علی طباطبائی مرحوم اور علامہ فہامہ آقا عبدالحسین خلف جناب آغا باقر علیہ الرحمۃ، ہندی مسافرخانہ میں جہاں پر جناب غفران مآبؒ قیام پذیر تھے، کسی تقریب کے سلسلے میں تشریف فرما ہوئے۔ جناب غفران مآبؒ نے ان دونوں بزرگوں کے کھانے اور اکرام واحترام کا بہت عمدہ انتظام کیا۔ اس کے بعد کسی ہندوستانی شہزادے نے جو اس وقت وہاں پر موجود تھا جناب سید علی طاب ثراہ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ جناب یعنی غفران مآبؒ راستے کی دوری کے باوجود صرف تحصیل علم کے لئے ہندوستان سے تشریف لائے ہیں۔ اس وقت جناب سید علی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''ان کی اتنی کوششیں واقعی ثواب سے خالی نہیں ہے۔ امتحان وتجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ علمائے کرام اور مجتہدین عظام پر حسن ظن رکھنا، فیضان علوم شرعیہ اور قوت قدسیہ کے لئے بہت اہم ہے۔'' اس کنایہ سے جناب غفران مآبؒ کو یہ شبہ ہوا کہ شاید کسی نے جناب سید علی رفع اللہ درجتہ کی خدمت میں بھی طریقۂ اخباریت کی طرف میرے رجحان کی خبر پہونچائی ہے ۔لیکن خاموشی کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔

بعد از آن روزی بعد از زیارت سراپا هدایت روضه منوره حضرت سید الشهداء علیه السلام بخاطر آنجناب گزشت که چون اکثر کتب و اخبار در این اماکن فیض مواطن بهم می رسد و در هندوستان بدست آمدن آن عسیر است اولیٰ آنست که بذل جد و جهد در تحقیق مسائل اصولیه و اخباریه نمایم و آنچه مقرون بتحقیق باشد اختیار کنم۔ اتفاقاً اولاً آنجناب در صدد تحقیق مسئله حجیت خبر واحد شد و اراده تحریر آن نمود۔ در اثنای تحریر کلام منجر باین شد که جناب آیت الله فی العالمین علامه جمال الدین حلی علیه الرحمة فرموده است که سید مرتضیٰ علم الهدی علیه الرضوان خبر واحد را حجت نمی دانست و شیخ طوسی قدس سره حجت میدانست و صاحب فوائد مدنیه در باب نسبت قول بحجیت آن بطرف شیخ طوسی تخطیه علامه حلی نموده بود۔ جناب سیدنا و مولانا در این باب تامل نموده و کلام شیخ و کلام سید را از مصنفات آن بزرگواران مطالعه نمود۔ قول جناب علامه حلی را بر صواب و تخطیه صاحب ''فوايد مدنيه'' را مقرون به خطا یافت۔ و هرگاه خطای فاحش صاحب فوائد مدنیه ملا محمد امین استر آبادی عفی عنه در این مسئله خاص بر جناب سیدنا و

اس کے بعد ایک دن امام حسین علیہ السلام کے سراسر ہدایت روضہ منورہ کی زیارت کے بعد ان کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ چونکہ اکثر کتابیں اوراخبار ان پرفیض جگہوں پر دستیاب ہیں لیکن ہندوستان میں ان کا حصول بہت مشکل ہے،تو بہتر یہی ہے کہ اصولی اور اخباری مسائل کی تحقیق میں سعی وکوشش کروں اور جو تحقیق سے قریب ہوا سے اختیار کروں۔ اتفاقاً جنابؒ نے سب سے پہلے حجیت خبر واحد کے سلسلے میں تحقیق شروع کی اوراس کو لکھنے کا ارادہ کیا۔

لکھتے لکھتے بات یہاں تک پہونچی کہ جناب آیت اللہ فی العالمین علامہ جمال الدین حلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرضوان خبر واحد کو حجت نہیں مانتے تھے اور شیخ طوسی قدس سرہ حجت مانتے تھے۔ صاحب کتاب ''فوائد مدنیہ'' نے قول حجیت کو شیخ طوسیؒ سے منسوب کرنے کے سلسلے میں علامہ حلیؒ کو غلط بتایا تھا۔ جناب سیدنا و مولانا نے اس موضوع پر غور وفکر کیا اور شیخ وسید کے نظریات کو ان کی کتابوں سے مطالعہ کیا۔ جناب علامہ حلیؒ کے قول کو درست اور صاحب کتاب ''فوائد مدنیہ'' کو غلط پایا۔

اور جب جناب مولاناؒ پر صاحب کتاب ''فوائد مدنیہ'' یعنی ملا محمد امین استر آبادی عفی عنہ کی اس خاص مسئلے میں اتنی بڑی غلطی واضح وآشکار ہوگئی تو جناب کا وہ حسن ظن جو

مولانا واضح گردید۔حسن ظنیکه درباره سایر تخطیهای او نسبت بقواعد علمای اصولیین در بادی الرای حاصل شده بودنماندودر سایر تحقیقات و مطاعن او که نسبت به مجتهدین کرام کرده بود دغدغه راه یافت واین تنبیه و آگاهی را ازجمله فیوض الهیه که بیمن مجاورت قبه سید الشهداء علیه السلام در همان مکان عرش آستان بان فایز شده بود،تصور فرمود۔وبتدریج حینا بعد حین در مسائل اصولیه که صاحب فوائد مدنیه آنرا منجمله مطاعن و معایب مجتهدین کرام و فقهای عظام میدانست ،خطای فاضل مذکور واضح ولایح گردید۔پس هر گاه آنجناب بعداز مراجعت از عتبات عالیات رونق افزای بلده لکهنو گردید اول از همه کتاب'' اساس الاصول'' رد بر'' فواید مدنیه'' بدلائل قاطعه وبراهین ساطعه بنوعی تصنیف فرمود که از زمره اخباریین احدی را مجال گفتگوی در آن نماند و در عرصه قلیل نقل کتاب مذکور بکثرت رسید ودرس و تدریس آن رواج تمام گرفت۔کسی را که اندک بصیرتی بود از مطالعه آن کتاب حظ وافر برداشت و کسانیکه از راه جهل و نادانی سوءظن بعلمای اصولیین داشتند نادم و پشیمان گشتندووضیع و شریف اهل ایمان را بمجتهدین هدایت نشان حسن ظن پیدا شدو اینهمه اظهار حق

ملا محمد امین کے علمائے اصولیین کے قواعد کے سلسلے میں دیگر اشکالات پر تھا ختم ہوگیا اور ان کے دیگر تحقیقات و مطاعن میں بھی جو انھوں نے مجتہدین کرام کے سلسلے میں کی تھی شک و شبہ پیدا ہوگیا اور اس تنبیہ و آگاہی کو من جملہ ان فیوض الٰہی میں سے جانتے تھے جو مجاورت قبہ سید الشہداء علیہ السلام کی برکت سے اس مکان عرش آستان میں انھیں حاصل ہوا تھا۔آہستہ آہستہ ان اصولی مسائل میں جن کو صاحب کتاب ''فوائد مدنیہ'' نے مجتہدین کے عیوب میں شمار کیا تھا، فاضل مذکور کی خطا واضح و آشکار ہوتی گئی۔

جب جناب غفران مآبؒ عتبات عالیات سے واپسی پر شہر لکھنؤ میں رونق افروز ہوئے تو سب سے پہلے کتاب'' فوائد مدنیہ'' کی رد میں کتاب''اساس الاصول'' کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اس طرح تحریر فرمائی کہ اخباریوں میں سے کسی کو اس سلسلے میں بحث کرنے کی گنجائش نہیں رہی اور تھوڑی سی مدت میں اس کتاب کی بہت ساری نقلیں تیار ہوئیں اور اسکا درس و تدریس عام ہوگیا۔صاحبان بصیرت اس کتاب کے مطالعہ سے محظوظ ہوئے اور وہ لوگ جو جہل و نادانی کی وجہ سے علمائے اصول کی نسبت سوءظن رکھتے تھے، نادم و پشیمان ہوئے اور اہل ایمان کے وضیع و شریف کو مجتہدین ہدایت نشان سے حسن ظن پیدا ہوگیا اور یہ سارے اظہار حق

و ابطال باطل بیمن ذات با برکات آن معدن فضایل و کمالات است۔ و پس این بود ملخص آنچه صاحب آئینه حق نما ذکر نموده۔

والحق که حال چنین است و کتب مذکوره از تصانیف آنجناب شاهد مساعی جمیله در کشف بطالت سنیان و ضلالت صوفیان و خطای اخباریان است و کتاب مستطاب ''اساس الاصول'' که اولین تصانیف آن قدوه ارباب تحقیق است، چون در اواخر زمان فیض تو امان آنجناب در اطراف بلاد بعیده منتشر گردیده بود مرزا محمد اکبر آبادی مقتول بغداد مشهور باخباری در آن زمان از راه مجادله و مکابره در اعتراض بر آن کتاب حاشیه مسمی به ''ماول'' مشتمل بر خشونتهای بیجا تصنیف کرده باین بلاد فرستاده و بعض تلامذه آنجناب افادت مآب در رد آخر کلامش کتاب مطارق بخیر تصنیف درآوردند که از آن ضعف اعتراضاتش و سخافت کلماتش ظاهر و باهر است و قصه احوالش که طولی دارد در آیینه حق نما و مطارق مذکور است۔

بهر حال جناب غفران مآب مولانا طاب ثراه در ترویج دین مبین مذهب ائمه معصومین صلوات الله علیهم اجمعین دقیقه فرو نگذاشته و مجدد طریقه حقه درین زمین تیره در اوائل این مائة ثالثة عشر هجریه بوده۔

اور ابطال باطل اس معدن فضائل وکمالات کی ذات بابرکت سے ہوا ہے۔ یہ تھا خلاصہ ان چیزوں کا جس کو صاحب کتاب ''آئینۂ حق نما'' نے لکھا ہے۔

اور واقعی ایسا ہے۔ ان کی مصنفات میں سے کتب مذکورہ ان کے ان مساعی جمیلہ کے گواہ ہیں جو انھوں نے سنیوں کے بطلان، صوفیت کی گمراہی اور اخباریوں کی خطا کو ظاہر کرنے کے لئے کیا ہے۔ چونکہ کتاب ''اساس الاصول'' جو کہ اس قدوہ ارباب تحقیق کی پہلی تصنیف ہے، ان کے فیض بخش ذات کے آخری دور تک اقصیٰ نقاط عالم (دور دور تک) میں پھیل چکی تھی، اسی لئے مرزا محمد اکبر آبادی مقتول بغداد مشہور باخباری نے بحث و جدل کی غرض سے بے جا اعتراضات پر مشتمل ''ماول'' نامی ایک حاشیہ لکھ کر یہاں روانہ کیا۔

جناب کے بعض تلامذہ نے اس کے کلام کے رد میں کتاب مطارق کو تحریر کیا، جس سے اس کے اعتراضات کی کمزوری اور الفاظ کی سخافت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا قصہ لمبا ہے اور کتاب ''مطارق'' اور ''آئینۂ حق نما'' میں درج ہے۔ بہرحال جناب غفران مآبؒ مولانا طاب ثراہ نے دین مبین اور مذہب ائمہ معصومین صلوات اللہ اجمعین کی ترویج میں ایک لمحہ بھی فروگزاشت نہیں کیا اور تیرھویں صدی کے اوائل میں اس گمراہ سرزمین پر طریقہ حقہ کے زندہ کرنے والے تھے۔

وَ نِعْمَ مَا وَصَفَهُ بَعْضُ اَفَاضِلِ اَوْلَادِ الْاَعْلَامِ دَامَتْ اِفَادَاتُهُ وَ عَمَّتْ بَرَكَاتُهُ حَيْثُ قَالَ اِنِّی اَرْوِیْ عَنْ سَيِّدِیْ وَ سَنَدِیْ وَ مَنْ اِلَيْهِ اِسْتِنَادِیْ وَ عَلَيْهِ اِعْتِمَادِیْ الْمَولَیٰ الْاَلْمَعِی وَ اللَّوْذِعِی الْمُجَدِّدُ لِلطَّرِيقَةِ الْحَقَّةِ الْاِثْنٰی عَشَرِيَّةِ فِیْ الْبِلَادِ الْهِنْدِيَّةِ الْغِطْرِيفُ الْقَمْقَامُ قُدْوَةُ الْفُقَهَائِ الْفِخَامِ اُسْوَةُ الْمُتَكَلِّمِيْنَ الْاَعْلَامِ ''عِمَادُ الْاِسْلَامِ'' وَ الْمُسْلِمِينَ رُكْنُ الْاِيْمَانِ وَ مُقْتَدَی الْاِيْمَانِ وَ الْمُومِنِينَ الذَّابُّ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ الْقَوِيْمِ وَ النَّاصِرُ بِلِسَانِ قَلَمِهٖ وَ سِنَانِ كَلِمِهٖ بِطَرِيْقِ اَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهِ الْكَرِيمِ الْحَامِی لِعُمَیٰ الشَّرِيْعَةِ السَّلامِ وَ الْمُرَوِّ جُ لِطَرِيْقَةِ اَجْدَادِهِ الْكِرَامِ وَ مُرْغِمُ اَنَافِ نَوَاصِبِ اللِّئَامِ وَ قَاطِعُ دَابِرِهِمْ بِالصَّوَارِمِ وَ الْحُسَامِ قَالِعُ بِنَائِ الْكُفْرِ وَ هَادِمُ بُنْيَانِ الْخِصَامِ قَامِعُ الْبِدَعِ وَ دَافِعُ شُبُهَاتِ اَبَا لِسَةِ الصُّوفِيَّةِ بِشَهَابِهِ الثَّاقِبِ دَامِغُ رَؤُسِ النَّوَاصِبِ بِضَرْبِ الْقَوَاصِبِ كَانَ لِلْمُومِنِينَ مِثْلَ جَدِّهٖ اِمَامِ الْمُتَّقِينَ غَيْضاً وَّ حَيْصاً وَّ لِلْمُنَافِقِينَ عَذَاباً صَبِيّاً كَانَ حُبُّهُ لِلّٰهِ وَ بُغْضُهُ فِی اللّٰهِ لَعُمْرِی لَقَدِ اسْتَفْرَغَ وُسْعَهُ وَ بَذَلَ جُهْدَهُ فِیْ اِحْيَائِ السُّنَّةِ وَ اِخْلَاصِ الْنِيَّةِ وَ اِقَامَةِ الْجُمُعَةِ

جناب غفران مآب دامت افاداتہ وعمت برکاتہ کی اولاد میں سے بعض فاضل حضرات نے جنابؒ کی بہت عمدہ توصیف کی ہے۔جیسا کہ فرماتے ہیں: ''میں روایت کررہا ہوں اپنے سید وسردار اور سند ودستاویز سے جو میرا سہارا ہے جس پر مجھے اعتماد اور بھروسہ ہے، ہندوستان میں شیعیت کے مجدد ،فیاض وسخی، بزرگ فقہاء کے پیشوا، متکلمین جلیل کے اسوہ، اسلام ومسلمین کے عماد وستون، رکن ایمان، مومنین کے پیشوا، خدا کے دین قویم کے حفاظت کرنے والے، اہل بیتؑ نبی کریمؐ کے طریقے پر اپنی زبان وقلم سے مددگار، شریعت اسلامیہ کے حامی ،اپنے بزرگوں کی روش وطریقے کے مروج، بدبخت نواصب کو پست وذلیل کرنے والے، اپنی تیز تلوار سے ان کی دم کاٹنے والے، بنائے کفر کو منہدم کرنے والے، دشمنوں اور مخالفین کی جڑ اکھاڑنے والے، بدعتوں کو ختم کرنے والے، اپنے شہاب ثاقب کے ذریعے صوفی ابلیسوں کے شک وشبہات کو رد کرنے والے، ناصبیوں کے سروں پر بجلی گرانے والے، مومنین کے لئے اپنے جد امیر المومنینؑ کی طرح شان وشوکت تھے، منافقین کے لئے سخت عذاب تھے۔ان کی محبت ودشمنی کا معیار خداوند متعال کی ذات تھی۔خدا کی قسم انھوں نے سنت کو زندہ کرنے، نیتوں کو خالص کرنے، جمعہ وجماعت کو قائم کرنے، فاجروں کے آثار

وَالْجَمَاعَاتِ وَاِمَاطَةِ آثَارِ الْفَجَرَةِ وَاِمَاتَةِ الْبِدْعَاتِ فَهُوَ مُرَوِّجُ الدِّيْنِ الْحَنِيْفِ وَ مُؤَيِّدُ الشَّرْعِ الْمُنِيْفِ مُؤَسِّسُ ''اَسَاسِ الْاُصُولِ'' وَ الْفُرُوعِ مُشَيِّدُ بِنَائِ الْمَعْقُولِ وَالْمَشْرُوعِ تَحْقِيْقَاتُهُ الشَّرِيفَةُ عِنْدَ الْحُلُومِ ''مِرْاٰةُ الْعُقُولِ'' وَ تَنْقِيحَاتُهُ الْمُنِيفَةُ فِيْ الْعُلُومِ مُسْتَنَدُ الْفُحُولِ اَعْنِى الْمَوْلٰى الْاَلْمَعِى السَّيِّدَ دِلْدَارَ عَلِيٍّ اَفَاضَ اللّٰهُ عَلٰى تُرْبَتِهِ وَاجْزَلَ لَهُ الْعَطَائَ يَوْمَ الْجَزَائِ وَخَيْرَ اَعَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الْمُومِنِيْنَ اَحْسَنَ الْجَزَائِ۔ انتهى۔

واز جمله فضايل و كمالات استعداد و صفاى ذهن و جودت طبع آنجناب غفران مآب علیه الرحمه در مدارک احکام فقهيه که از ابتدای حال آنجناب را حاصل بود آنست که بر زبان بعض افاضل ثقات مسموع شد که در وقتيکه آنجناب مشرف بزيارت عتبات عاليات شده بخدمت علمای عظام آنجا مشغول استفاده و قرائت و سماعت علوم شد، آن اساتذه کرام و فقهای ذوی الاحترام بر کمال قابليت آنجناب مطلع شده در اکثر مواضع افادات از ميان جميع تلامذه خود که برای سماعت درس حاضر ميشدند بالطاف و رافت تمام روی خطاب بانجناب ميداشتند۔

کو مٹانے اور بدعتوں کو نابود کرنے میں بڑی کوشش کی۔ وہ دین حنیف کے مروج، شریعت عالیہ کے مؤید، اصول وفروع کی بنیاد رکھنے والے، اور معقول و مشروع کی بنیاد کو مستحکم کرنے والے تھے۔ ان کے عمدہ و شریف تحقیقات، صاحبان عقل کے لئے آئینہ ہیں اور ان کی بزرگ و جلیل القدر تنقیحات جن کو انھوں نے علوم میں انجام دی ہیں، بڑے بڑ علماء کے لئے دلیل و برہان ہیں۔ اور وہ ہیں جناب المعی و عقیل مولانا سید دلدار علی، اللہ تعالیٰ ان کی تربت پر اپنا فیض جاری کرے اور روز جزا ہماری اور تمام مومنین کی طرف سے بہترین جزا عنایت کرے۔

اور جناب کے فضائل نیز درک احکام فقہیہ میں کمال استعداد، ذہنی خلوص اور جودت طبع جو جناب کو ابتدا ہی سے حاصل تھیں، بعض افاضل ثقات کی زبانی اس طرح سنا گیا ہے:

جب جنابؒ عتبات عالیات کی زیارت سے مشرف ہوئے اور وہاں کے علمائے عظام سے مستفید ہوتے ہوئے قرائت و سماعت علوم میں مشغول ہو گئے تو اساتذہ کرام اور فقہائے ذوی الاحترام جنابؒ کے کمال قابلیت پر مطلع ہوئے اور اکثر مواقع اپنے تمام شاگردوں میں سے جو سماعت درس کے لئے حاضر ہوتے تھے، بہت لطف و مہربانی سے جناب سے مخاطب ہوتے تھے۔

روزی جناب مستطاب آقا سید علی طباطبائی طاب ثراه درس مسئله بطلان نماز بزیادت رکوع را بیان میفرمود ۔جناب مولانا که حاضر و شریک سماعت بود پرسید که مراد از رکوع مذکور معنی مصدری است یا حاصل مصدر ۔حاضرین درس که این سوال را نفهمیدند متعجب شدند ۔
آنجناب مراد خود را از هر دو شق بیان کرد ۔عالی جناب سید علی طباطبائی تحسین سوال آنجناب فرمودو مرادازرکوع مذکوررابیان فرمود۔

و در آیینه حق نما مذکور است که روزی جناب مولانا و مقتدانا در مجلس درس حاضر بود ومذکور مسئله جواز نماز مرد در مکانی که زن پهلوی مرد یا روبروی مرد نماز گزارد بمیان آمد ، که بعضی استدلال بر جواز نماز نموده اند بحدیثی که مضمون آن اینست که روزی جناب رسول خدا صلی الله علیه و آله نماز میگزارد و عایشه در حالت حیض بود و پیش روی آنحضرت خوابیده بود و پاها بسوی آنحضرت دراز کرده بود بحیثیتی که هر گاه آنحضرت را اراده سجده میفرمود بدست مبارک خود پاهایش را میفشرد و تا او پاهای خود را از جانب آنحضرت میکشید۔

ایک روز جناب آقا سید علی طباطبائی رکوع کی زیادتی سے نماز کے باطل ہونے کا مسئلہ بیان کررہے تھے۔جناب غفران مآبؒ نے جو درس میں حاضر تھے سوال کیا کہ مذکورہ رکوع سے معنی مصدری مراد ہے یا حاصل مصدر۔حاضرین درس اس سوال کو نہیں سمجھ سکے اور متعجب ہوئے۔جناب نے دونوں شقوں کو بیان کر کے اپنے مقصد کو واضح فرمایا۔جناب سید علی طباطبائیؒ نے مولاناؒ کے اس سوال کو تحسین کیا اور رکوع مذکور کا مقصد بیان فرمایا۔

آئینہ حق نما میں ذکر ہے ایک روز جناب مولانا و مقتدانا مجلس درس میں حاضر تھے اور یہ مسئلہ پیش ہوا کہ کیا مرد کا ایسی جگہ پر نماز پڑھنا جائز ہے جہاں اس کے پہلو میں یا سامنے کوئی عورت نماز پڑھ رہی ہو۔بعض لوگوں نے اس کے جواز میں اس حدیث سے استدلال کیا جس کا ماحصل یہ ہے:''ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور عایشہ حالت حیض میں تھیں اور حضرت کے سامنے اس طرح لیٹی ہوئی تھیں کہ ان کا پیر حضرت کی طرف دراز تھا۔جب حضرت سجدہ کا ارادہ فرماتے تو اپنے دست مبارک سے ان کے پیر کو دباتے تھے تاکہ وہ اپنے پیر کو حضرت کی طرف سے ہٹالیں۔''

جناب سید علی طباطبائی قدس سره فرمود که استدلال باین حدیث بر این مسئله وجهی وجیه ندارد کجا خوابیدن زن پیش مصلی و کجا نماز گزاردن زن۔ بلی اگر ذکر نماز کردن عایشه در این حدیث میبود استدلال صحیح میشد۔ جناب مولانا عرض کرد که شاید استدلال بقیاس اولویت باشد چه از صلوة زن اولی است از آنکه در حال حیض پیش مصلی خوابیده باشد ۔جناب سید علی طباطبائی علیه الرحمة این توجیه را قبول فرمود و بر زبان در بیان آورد که این حرف را باب زر باید نوشت و ایضاً در آیینه حق نما مذکور است که وقتی که جناب مولانا در مشهد مقدس رضویه بخدمت جناب سیادت و شهادت ماب مرزا محمد مهدی اصفهانی طاب ثراه حاضر بود روزی مذکور این مسئله بمیان آمد که در غسل ارتماسی شخصی که جسیم باشد و شکن در شکم او بهمر سیده باشد باید که آنرا بردارد تا آب در آنجا برسد و در این مسئله جناب شهادت ماب یا کسی دیگر از مستقدمین وقتی میفرمود که انفصال که بسبب برداشتن حاصل میشود ذاتی میباشد و حرکت آب زمانی پس رسیدن آب وجهی نداشته باشد۔ جناب سیدنا و مولانا فرمود که قاعده کلیه آنست که آنچه

جناب سید علی طباطبائیؒ نے فرمایا اس مسئلہ میں اس حدیث سے استدلال کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہاں مصلی کے سامنے عورت کا سونا اور کہاں عورت کا نماز پڑھنا۔ ہاں اگر عایشہ کے نماز پڑھنے کا ذکر اس حدیث میں ہوتا تو استدلال صحیح تھا۔ جناب غفران مآبؒ نے فرمایا: ''شاید استدلال بقیاس کو یہاں فوقیت حاصل ہو، کیونکہ عورت کی نماز اولیٰ ہے اس سے کہ حیض کی حالت میں مصلّی کے سامنے سوئی ہوئی ہو۔'' سید علی طباطبائیؒ نے اس توجیہ کو قبول کیا اور فرمایا کہ اس قول کو آب زر سے لکھنا چاہیے۔

اور اسی طرح ''آئینہ حق نما'' میں وارد ہے کہ جب جناب مولانا مشہد مقدس رضوی میں جناب سیادت وشہادت مآب مرزا محمد مہدی اصفہانی طاب ثراہ کی خدمت تھے۔ ایک بار یہ مسئلہ پیش ہوا کہ اگر کوئی شخص جسیم ہو اور اسکے شکم پر شکن پڑ گئی ہو تو غسل ارتماسی کرتے وقت اس کو اٹھانا پڑے گا تا کہ وہاں پانی پہونچ سکے اور اس مسئلے میں جناب شہادت مآب مرزا محمد مہدی اصفہانی طاب ثراہ یا متقدمین میں سے دوسرے علماء فرماتے تھے کہ شکن کو اٹھانے کی وجہ سے جو انفصال حاصل ہوتا ہے وہ ذاتی ہے اور پانی کی حرکت زمانی ہے لہذا پانی کا پہنچنا کوئی وجہ نہیں رکھتا ہے۔ جناب نے فرمایا کہ قاعدہ کلی یہ ہے کہ انقطاعِ حرکت کی وجہ سے جو کچھ حاصل

بانقطاع حرکت حاصل میشود مثل انطباق آتی میباشد وآنچه بحرکت حاصل میشود زمانی پس چون انفصال هم بحرکت میشود لامحاله زمانی خواهد بود۔آن عالیحضرت این کلام قبول فرمود کمال شفقت و لطف بحال جناب سیدنا و مولانا مبذول میفرمود ۔چنانچه یک مرتبه جناب ایشان درمشهدمقدس علی راقده

السلام بیمار شدند ۔آن عالیحضرت بعیادت در مدرسه پائین پا که محل اقامت جناب سیدنا و مولانا بود قدم رنجه فرمود و کمال نوازش نمود ومکان سکونت آنجناب جنوب رو بوده و تابش آفتاب در آن نمیرسید و آنجناب از جهت شدت سرما متاذی میشد۔لهذا جناب شهادت ماب ببعضی از مخصوصان خود حجره اودر مدرسه مذکوره رو بمشرق بود سفارش فرموده مکان او را برای آنجناب خالی فرمود بلکه بان پس حکم استفاده هم از آنجناب کرد۔روزی یکی از حضار که از جمله عجم بود ذکر نمود که در هندوستان عالمی پیدا نمیشود ۔جناب سیدنا و مولانا فرمود که ازکیا و علمای فن معقولات بسیار در هندوستان بهم رسیده اند و جناب شهادت ماب نیز در مقام تائید و تقویت این کلام فرمود که اگر در هند عالم بهم نمیرسد پس آخر این سید هم از اهل هند هست

ہوتا ہے وہ انطباق آتی کی طرح ہے اور جو حرکت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے وہ زمانی ہے۔لہٰذا جب انفصال بھی حرکت ہی کی وجہ سے ہوتا ہے تو لامحالہ زمانی ہوگا۔جناب اصفہانی طاو ثراہ نے اس گفتگو قبول فرمایا اور انھیں صفات کی وجہ سے نہایت شفقت ومہربانی سے جناب سے پیش آتے تھے۔

چنانچہ ایک بار مشہد مقدس میں جنابؒ بیمار پڑ گئے، تو عالی حضرت عیادت کے لئے، مدرسہ پائین پا جو جناب کا محل اقامت تھا تشریف لائے اور کمال نوازش اور مہربانی کی۔جناب کا کمرہ جنوب کی سمت تھا اور دھوپ اندر نہیں آتی تھی جس سے غفرآن مآبؒ شدت سرما سے پریشان ہوتے تھے۔لہٰذا جناب شہادت مآبؒ نے اپنے بعض خاص لوگوں سے جن کا کمرہ اس مدرسہ میں مشرق کی سمت تھا ،سفارش کی تاکہ اپنا کمرہ ان کے لئے خالی کردیں، بلکہ جناب سے مستفید ہونے کا بھی حکم دیا۔

ایک روز ایک عجمی شخص نے ذکر کیا کہ ہندوستان میں کوئی عالم نہیں ہے ۔جناب سیدنا ومولاناؒ نے فرمایا کہ ہندوستان میں ازکیاء و علمائے فن معقولات بہت پیدا ہوئے ہیں ۔جناب شہادت مآبؒ نے ان کے کلام کی تائید وتقویت میں فرمایا کہ اگر ہندوستان میں عالم نہیں ہیں تو آخر یہ سید بھی تو ہندوستان کے رہنے

وتحصیل علوم نموده است ۔عجمی مذکور بنا بر سخن پروری خود و تعصب دیار خویش گفت که این سید از کجا که در هندوستان تحصیل کرده آمده۔شاید در ایران و کربلاو نجف اخذعلم نموده باشدوبرای اظهار علوم راتب اهل هند که وطن این سید است چنین ظاهر کرده باشد ۔آخر الامر جناب سیدنا و مولانا سخنش را قابل اعتنا ندانسته بخدمت فیض درجت آن عالیحضرت عرض نمود که در هندوستان عالم کامل از اساتذه من که اسم شریفش سید غلام حسین و ملقب بدکنی بو درساله در تحقیق جعل بسیط و جعل مرکب تصنیف نموده است و آن بخدمت ملازمان گزرانیده میشود و دیگر کتابی از مصنفات افاضل هندوستان همراه من نیست تا بخدمت بگزرانم۔آنجناب آن رساله را بجای خود ملاحظه نموده روز دیگر فرمود که اگر چه مصنف رساله فکری تازه کرده لیکن بخیال من بحثی نیز بعضی جاها گزشته۔جناب سیدنا التماس نمود که آن رساله بمن عنایت شود تا از سر نو مطالعه آن کرده بحث جناب را بشنوم لیکن بنابر بعضی وجوه بحث خویش را بیان نفرمود انتهی۔

والے ہیں اور وہیں سے علم حاصل کیا ہے۔اس عجمی نے اپنے علاقائی تعصب کے بنیاد پر کہا کہ کیسے معلوم کہ اس سید نے ہندوستان میں علم حاصل کیا ہے،شاید ایران، کربلا یا نجف میں علم حاصل کیا ہو اور اہل ہند کے علم کو ظاہر کرنے کے لئے ایسا کہہ رہے ہوں ۔آخر کار جناب مولانا نے اس کی بات کو قابل اعتنا نہ سمجھتے ہوئے ،اس فیض درجت کی خدمت میں عرض کیا کہ ہندوستان میں میرے اساتذہ میں سے ایک عالم کامل جن کا اسم شریف سید غلام حسین اور لقب دکنی ہے،ایک رسالہ جعل بسیط اور جعل مرکب کی تحقیق میں تصنیف کیا ہے اور وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور افاضل ہندوستان کی کوئی دوسری کتاب میرے ہمراہ نہیں ہے تا کہ آپ کی خدمت میں پیش کرسکوں۔جناب سید علی طباطبائیؒ نے رسالہ کو ملاحظہ کیا اور دوسرے روز فرمایا کہ اگر چہ مصنف نے نئی فکر پیش کی ہے لیکن میرے خیال میں بعض جگہوں پر کچھ بحث باقی رہ گئی ہے۔جناب مولانا نے التماس نے کیا کہ وہ رسالہ مجھے عنایت ہو تا کہ از سر نو مطالعہ کرکے جناب کی بحث کو سماعت کر سکوں،لیکن کچھ وجوہ کی بنا پر جناب سید علیؒ نے اپنی بحث کو بیان نہیں فرمایا۔

(باقی آئندہ)